خطبات خواجہ شمس الدین عظیمی

ACD 41

Track - 1

46:00

"۱۔ نماز اور مراقبہ"

معزز خواتین و حضرات آج میں کچھ مراقبہ کے سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مراقبہ کیا ہے؟ مراقبہ کے بارے میں عام تاثر یہ پایا جاتا ہے کہ مراقبہ کرنے والے لوگ عبادات سے دور ہوجاتے ہیں۔ سمجھا یہ جاتا ہے لوگ اس بات کا پروپیگنڈا بھی کرتے ہیں کہ مراقبہ ایک ایسا عمل ہے جو اب تک مذہب میں نمایاں طور پر کہیں نظر نہیں آیا۔ جبکہ اس بات سے ہر فرقہ اور ہر مسلک متفق ہے کہ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تقریباً سات سال مکہ معظمہ میں غار حرا میں مراقبہ کیا۔ یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے نماز ، روزہ حج فرض ارکان بنادئے ہیں تو پھر مراقبہ کی کیا ضرور ت ہے۔ جہاں تک سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غار حرا میں مراقبہ کرنا تو اس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ اسلام سے پہلے کی بات ہے سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک غار میں تشریف لے جاتے تھے اور وہاں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں پہ غور و فکر فرماتے تھے یا اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کو جاننے اور پہچاننے کے لئے غور و فکر کرتے تھے۔ ہم جب ارکان اسلام پر غور کرتے ہیں تو کسی بھی رکن کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس رکن کو پورا کرنے کی حکمت اہمیت ہی یہ ہے کہ بندے کا اللہ سے تعلق قائم ہو۔ ارکان اسلام میں کلمہ طیبہ کے بعد یا توحید پر ایمان لانے کے بعد سب سے زیادہ مسلسل اور متواتر جو عمل ہے وہ نماز ہے۔رمضان شریف سال میں ایک دفعہ آتے ہیں۔ حج کا بھی یہی ہے کہ وہ بھی سال میں ایک ہی دفعہ ہوتا ہے۔ حج کے سلسلے میں یہ بھی ہے کہ صاحب استطاعت اگر آدمی ہے اس کے اوپر حج فرض ہے اور صاحب استطاعت وہ نہیں ہے تو اس کے اوپر حج فرض نہیں ہے۔ رمضان شریف کے بارے میں بھی یہی ہے کہ اگر آدمی بیمار ہے ، روزہ نہیں رکھ سکتا۔ تو وہ قضا کرلے۔ اور اگر وہ قضا بھی نہیں کرسکتا تو وہ روزے کا کفارہ ادا کرے۔ زکوٰۃ کی صورت حال یہ ہے کہ زکوٰۃ اگر انسان کے پاس مال و دولت جمع ہوگاجو بھی نصاب معین ہوگیا تو زکوٰۃ واجب ہے ورنہ اس کے اوپر زکوٰۃ واجب نہیں۔ ہمارے پاس جو مسلسل اور متواتر عمل ہے وہ صلوٰۃ ہے۔ صلوٰۃ قائم کرو۔ اور صلوٰۃ کا جو قیام ہے وہ کسی بھی طرح معاف نہیں ہے۔ اگر آپ کھڑے ہونے کی استطاعت نہیں رکھتے ۔ یعنی کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتے تو آپ بیٹھ کر پڑھیں۔ بیٹھ کر پڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتے تو آپ لیٹ کر پڑھ لیں۔ لیٹ کر پڑھنے کی بھی آپ استطاعت نہیں رکھتے

تو اشاروں سے پڑھ لیں۔ یعنی یہ ایک ایسا فرض ہے جو تسلسل کے ساتھ ہے کہ آپ اہل ہوں یا نہ ہوں آپ کو نماز کو قائم ہی کرنی ہے۔ یعنی یہ ایک ایسا رکن ہے اسلام کا کہ یہ آپ کسی بھی طرح نماز سے فرار حاصل نہیں کرسکتے۔ نماز جو فرض ہوئی ہے یہ بھی سب جانتے ہیں کہ یہ معراج جب حضور پاک ﷺ کو جب معراج ہوئی اور اللہ تعالیٰ سے قریب ہوئے جب نماز فرض ہوئی۔ مراقبہ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وحی سے پہلے کیا۔ اور یہ بھی بڑی عجیب بات ہے کہ قرآن کی پہلی آیت کا جو نزو ل خانہ کعبہ میں نہیں ہوا غار حرا میں ہوا۔ تو اب یہ کہنا کہ مراقبہ جو ہے اسلام سے پہلے کی چیز ہے تو اسلام سے پہلے تو حضور ﷺ بھی اسلام سے پہلے کے ہیں ۔ ان کی امانت کا ، دیانت کا ، ان کے اخلاق کا سیرت طیبہ میں اگر حوالے نہ دیں تو حضور ﷺ کی شخصیت کا جو ایک نور پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے کہ وہ بچپن میں بھی جھوٹ نہیں بولتے تھے ۔ امین تھے۔ صادق تھے۔ عفو درگزر ان کے اندر تھا۔ تو جب حضور ﷺ کی پوری سیرت طیبہ میں حضورﷺ کا بچپن بھی شامل ہے، حضور ﷺ کے معجزات بھی شامل ہیں،مائی حلیمہ کا واقعہ بھی شامل ہے۔ حضور ﷺ کی پیدائش کا واقعہ بھی شامل ہے۔ حضور پاک ﷺ کا کاروبار کرنا بھی شامل ہے۔ تو جب حضور ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو سیرت طیبہ میں موجود ہے تو سات سال کا عرصہ، اور وہ سات سال کا عرصہ بھی وہ ہے جس میں حضورپاک ﷺ نے مسلسل اور متواتر اللہ کی نشانیوں میں غور و فکر کیا۔ اس کو ہم کسی بھی طرح نظر انداز نہیں کرسکتے۔ مراقبہ کا مفہوم غار حرا کی زندگی سے اگر ہم سمجھنے کی کوشش کریں تو اس کا ایک ہی مفہوم نکلتا ہے کہ مراقبہ کا مطلب ہے غور و فکر کرنا۔ مراقبہ کا مطلب ہے کھوج لگانا۔ مراقبہ کا مطلب ہے غیب کی دنیا کے اندر داخل ہونے کے لئے ذہن کو تیار کرنا۔ اور یہ معانی اور مفہوم اس لئے مستند ہے کہ غار حرا کے مراقبہ کے نتیجہ میں سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوپر جو سب سے پہلے غیب منکشف ہوا وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی صورت میں ہوا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور پھر حضور ﷺ سے قرآن پاک پڑھایا۔ تو مراقبہ کا مطلب غور و فکر اس طرح کرنا کہ بندے کا غیب سے اور اللہ تعالیٰ سے ربط اور تعلق قائم ہوجائے۔ قرآن پاک میں دو سو سے زیادہ بار نماز کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ہر جگہ اللہ تعالیٰ نے نماز کے بارے میں یہی فرمایا قائم کرو۔ قرآن پاک میں ایک جگہ بھی یہ نہیں ہے کہ نماز پڑھو۔ اور جب قرآن پاک کا تذکرہ آتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قرآن پڑھو اور اس میں غور و فکر کرو۔ تو مقصد یہ ہے کہ جب قرآن کی آیت کو ہم سامنے رکھتے ہیں اور صلوٰۃ کے بارے میں تفکر کرتے ہیں تو اس کا ایک ہی مفہوم ہے ۔ وہ یہ ہے کہ نماز ایک ایسا عمل ہے کہ جس عمل کرنے سے بندے کا اللہ سے اور غیب سے تعلق جڑ جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح غار حرا میں سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعلق حضرت جبرئیل علیہ السلام سے جڑ گیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی معرفت اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہوا ۔ یہ سارا قرآن حضرت

جبرئیل کے ذریعے نازل ہوا۔ تو مراقبہ کا مطلب یہ ہے کہ غیب کی دنیا سے اور غیب کی دنیا کے مالک ، مظاہر کی دنیا کا بھی مالک ہے اللہ سے ربط اور تعلق قائم ہوجانا۔ اب دنیاوی معاملات میں اگر آپ سوچ بچار کریں تو دنیا کا کوئی ایک کام بھی ایسا نہیں ہے کہ جو آپ بغیر غور و فکر کے ساتھ کرتے ہیں۔مثلاً آپ کو بھوک لگتی ہے۔ تو پہلے آپ کو بھوک کا خیال آتا ہے۔ وہ بھوک کا خیال ظاہر ہے آپ یہی کہیں گے غیب کی دنیا سے آتا ہے ۔ خیال نظر تو آتا نہیں ہے۔ جو چیز نظر نہیں آئی وہ پردے میں ہے۔ آپ کو خیال آتا رہے۔ اور اس خیال کو وصول کرکے آپ عمل نہ کریں یعنی ربط قائم نہ کریں اس خیال سے تو آپ روٹی نہیں کھاسکتے۔ صبح کو آپ بیدار ہوتے ہیں۔بیدار ہونے کے بعد آپ کو خیال آتا ہے کہ مجھے دفتر جانا ہے۔ تو اس بات کو آپ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ بھئی گھر سے آپ نکلے، بس میں بیٹھے ، دفتر پہنچے، وہاں جاکے کرسی پہ بیٹھ گئے ، میز سامنے ہے۔ تو اس کو اگر آپ یوںکہہ لیں کہ آپ نے صبح کو بیدار ہونے کے بعد اپنے دفتر سے رابطہ قائم کرلیا تو اس کا مطلب بھی یہی ہوا کہ آپ دفتر میں جاکے بیٹھ گئے اور آپ کام کرنے لگ گئے۔ مراقبہ کا مطلب ہے کسی چیز کو حاصل کرنے کے لئے ایک ایسا عمل بار بار دہراناجس سے آپ کا اس چیز سے ربط اور تعلق قائم ہوجائے۔ اب نماز کی حکمت پہ اگر آپ غور کریں تو سب سے پہلے نماز کے لئے ضروری ہے کہ آپ کے کپڑے پاک صاف ہوں۔ یعنی ایک اہتمام ہورہا ہے۔ ایک عمل کرنے کیے۔ اس کے بعد ضروری ہے کہ آپ باوضو ہوں۔ اس کے بعد ضروری ہے کہ جس جگہ آپ صلوٰۃ قائم کریں وہ جگہ بھی پاک ہو۔ بہت زیادہ شور شرابہ نہ ہو۔ ماحول پاکیزہ اور صاف ستھرا ہو۔ دیکھئے ناں آپ ایک کار میں چلے جارہے ہیں ۔ نماز کا وقت ہوگیا۔ تو نماز کے لئے یہ تو نہیں ہوسکتا کہ آپ سڑک پہ کھڑے ہوکر نیت باندھ لیں۔ نماز کے لئے آپ کو جگہ کی تلاش ہوگی۔ جگہ سے مراد ماحول۔ وہ ساری مساجد وہ نماز کے لئے ایک ماحول بناتی ہیں، سازگار کرتی ہیں۔ اس کے بعد پھر آپ سارے ایک ماحول کو بنا کر آپ کھڑے ہوجاتے ہیں۔ کھڑے ہونے کے بعد آپ نیت باندھتے ہیں۔ ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ ہاتھ باندھ لیتے ہیں۔ ہاتھ اٹھانے کا مفہوم یہ ہے کہ آپ نے ہاتھ اٹھا کر اپنے آپ کو سرنڈر کردیا۔ اور اس بات کا اعلان کردیا کہ اب میں جس ہستی کے سامنے کھڑا ہوں وہ ہستی سب سے بڑی ہے۔ اور اس کے سامنے کوئی بڑا نہیں ہے۔ یعنی جب آپ نے اللہ اکبر کہا تو دراصل آپ اس بات کا اعلان کررہے ہیں کہ اب میرے سامنے اللہ کے علاوہ کوئی بڑی ذات نہیں ہے۔ ہرچیز چھوٹی ہے۔ یہ اعلان کرکے آپ نیت باندھ لیتے ہیں۔ نیت باندھنے کا مطلب بھی یہ ہے کہ آپ نے اللہ کے سامنے خود کو پیش کردیا ہے۔ ہاتھ باندھ کر کہ اب میری اپنی کوئی ذات حیثیت نہیں ہے اللہ کے سامنے۔ ہاتھ اٹھا کے بھی اعلان کردیا اور ہاتھ باندھ کے بھی اعلان کردیا۔ تو وضو کرنا، جگہ کا پاکیزہ ہونا، اللہ کی بڑائی کا اعلان کرنا، خود کو سرنڈر کردینا۔ اس کو ہم یہ کہیں گے کہ ہم نے اللہ کے ساتھ تعلق جوڑنے کے لئے یہ سارے کام کئے۔ رابطہ جوڑنے کے لئے، تعلق جوڑنے کے لئے ہم نے یہ سارے

کام کئے۔ اب جب آپ وضو کرتے ہیں تو آپ ذرا غور کریں ، اگر وضو کے ارکان
میں تفکر نہ کریں ۔ وضو کے ارکان کو سوچ کے سمجھ کے پورا نہ کریں تو آپ
کی وضو نہیں ہوتی۔ یعنی تفکر شامل ہے ۔وضو کرنے میں تفکر شامل ہے۔ اگر
آ پ کے اندر وضو کرنے میں تفکر شامل نہیں ہے۔ تو اب ایسا ہوتا کہ آپ ہاتھ
ایک ہی دفعہ دھولیں نہ دھوئیں ڈائریکٹ منہ ہی دھولیں۔ناک میں پانی نہ ڈالئے،
کلّی نہ کریں۔مسح نہ کریں۔اور یہ سب کچھ آپ کس لئے کررہے ہیں اس لئے
کررہے ہیں کہ آپ اللہ سے رابطہ قائم کرنے کے لئے ایک عمل کرنے جارہے
ہییعنی نماز پڑھنے جارہے ہیں۔تو جب ہم یہ معانی نکالتے ہیں کہ مراقبہ کرنے
کا مطلب ہے تعلق قائم کرنے کا ذریعہ ہے۔تو اب جب تعلق قائم کرنے کا ذریعہ
مراقبہ کا ترجمہ ہوا تو بھائی پھر تو وضو بھی مراقبہ ہوگیا۔ مسجد میں جانا اور
اس ماحول کو اپنانا یہ بھی مراقبہ ہوگیا۔ پھر جب آپ نے اللہ کے لئے خود کو
سرنڈر کردیا ہاتھ اٹھا کے نیت باندھ لی یہ بھی سب مراقبہ ہے۔ نماز کے علاوہ
دنیاوی معاملات میں آپ آجائیں اگر آپ کسی فرم میں ملازم ہیں تو آپ کی یہ
ذمہ داری ہے جو ڈیوٹی آپ کے سپرد کی گئی ہے اسے آپ نہایت یکسوئی کے
ساتھ پورا کریں۔ اور اگر آپ اس کو یکسوئی کے ساتھ پورا نہیں کرتے تو وہ آپ
کو ملازم نہیں رکھے گا آپ کو نکال دے گا کوئی اور رکھ لے گا۔ مثلاً ایک اکاؤنٹنٹ
ہے وہ حساب ہی صحیح نہیں کرتا تو ہوسکتا ہے کچھ دن وہ برداشت کرلے
مالک ورنہ کہے گا میاں جاؤ کہیں اور کام کرو وہ دوسرا آدمی رکھ لیگا۔ دنیا کا
کوئی بھی کام اگر آپ بغیر تفکر کے کرتے ہیں تو اس کا نتیجہ کبھی اچھا نہیں
نکلے گا۔ خراب تو نکل سکتا ہے نتیجہ اچھا کبھی نہیں نکلے گا۔ آپ چھوٹے سے
چھوٹا کام تفکر کے ذریعہ کریں۔ اس کے نتائج ہمیشہ اچھے نکلیں گے۔ بڑے سے
بڑا کام آپ لاابالی پن میں کریں کبھی اس کا نتیجہ اچھا نہیں نکلے گا۔ تو مراقبہ
کا مطلب یہ ہے کہ غیب کی دنیا سے ، غیب کی دنیا میں فرشتے ہیں ۔ غیب کی
دنیا میں سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں ۔ غیب کی دنیا میں تمام
پیغمبران ہیں۔ غیب کی دنیا میں اولیاء اللہ کی ارواح ہیں۔غیب کی دنیا میں
آسمان ہے۔ غیب کی دنیا میں جنت ہے ، دوزخ ہے، اعراف ہے سبھی کچھ ہے۔
اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ غیب کی دنیا میں اللہ میاں ہے۔ تواللہ میاں سے
رابطہ قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ اللہ سے ملنے کے جو قواعد و ضوابط
ہیں جو ذمہ داریاں ہیں ان کو آپ پورا کریں۔ اور اس میں سب سے بڑی ذمہ
داری جو ہے وہ غور و فکر ہے ، تفکر ہے اور مسلسل ایک کام کو باربار دہرانا ہے
اب اللہ تعالیٰ کے لئے پانچ وقت نماز ادا کی جاتی ہے۔ باربار سجدہ کیا جاتا ہے۔
باربار رکوع کیا جاتا ہے۔ باربار الحمد شریف پڑھی جاتی ہے۔ بار بار التحیات
پڑھی جاتی ہے۔ ایک ہی عمل ہے ناں۔ یعنی پانچوں نمازوںمیں عمل تو ایک ہی
ہے ناں۔ وضو کرنا، نیت باندھنا، رکوع کرنا، سجدہ کرنا، قعدہ، قومہ، جلسہ،
سلام سب ۔ اب آپ اس بات پر غور فرمائیں کہ اگر دنیاوی کاموں کی طرح اگر
ہمارا دھیان ان کاموں میں نہ ہو ۔ مثلاً ایک خاتون روٹی پکارہی ہے۔ اس کا

دھیان کہیں اور ہے۔ سالن یا روٹی صحیح پکے گا یا جل جائے گا؟ اب نتیجہ اس کا
یہ نکلا کہ روٹی پکانے میں بھی دھیان کی ضرورت ہے۔ آپ کھانا کھارہے ہیں بے
خبر ہیں۔ کیا پتہ آپ کے منہ میں مکھی چلی جائے ۔ پانی پی رہے ہیں اگر آپ کے
اندر اتنی فہم نہیں ہے کہ پانی صاف ہے ستھرا ہے ، سڑا ہوا ہے ۔ وہ پانی
بجائے اس کے کہ آپ کو صحت بخشے آپ کو بیمار ڈال دے گی۔ یعنی کوئی بھی
کام ایسا نہیں ہے کہ جس میں آپ کی فکر شامل نہ ہو اور وہ ٹھیک ہوجائے۔ تو
اب اگر کوئی عورت روٹی پکارہی ہے اور اس کی پوری یکسوئی روٹی پکانے میں
ہے یعنی مراقبہ ہے۔ اگر ایک باپ اپنی اولاد کی تربیت کرنے میں اولاد کی دیکھ بھال
کرتا ہے ، تو جتنا دھیان وہ اولاد کی طرف دیتا ہے وہ یہ دھیان دینا بھی مراقبہ
ہے ۔ مراقبہ کوئی شجر ممنوعہ نہیں ہے۔ مراقبہ کا مطلب ہے کسی چیز میں
دھیان دے کر اس کی کنہ تک اس کی حقیقت تک پہنچنا۔ مراقبہ کا مطلب سوچ
بچار، مراقبہ کا مطلب تفکر کرنا۔ مراقبہ کا مطلب ہے

concentration

۔ اب آپ یہ غور فرمائیں اگر دنیاوی معاملات میں آپ کا

concentration

نہ ہو ، کوئی بھی کام ہو کیا وہ ٹھیک ہوگا؟ نمازمیں اگر آپ کا

concentration

نہیں ہوگا نماز بھی ٹھیک نہیں ہوگی۔ یہ مراقبہ ایک ایسا عمل ہے جو زندگی
مسلسل ......۔ لیکن یہ عمل جو ہم مسلسل دنیاوی کاموں میں کر رہے ہیں
اس عمل کو اگر ہم مراقبہ کو، مراقبہ کے عمل کو ، یعنی غور و فکر کے عمل کو
، دھیان دینے کے عمل کو اگر ہم نماز میں بھی قائم کرلیں نتیجہ اس کا یہ نکلے گا
ہماری جو نمازیں ہیں، نمازیں بن جائیں گی اور ہمارا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ربط
قائم ہوجائیگا۔مراقبہ کا مطلب ہے دھیان دینا۔ اب ایک آدمی نماز پڑھتا ہے۔ نماز
میں اس کا دھیان نہیں ہے کیا وہ عمل صحیح ہوگیا؟ کیوں بھئی؟ صحیح نہیں
ہوا ناں۔اچھا اب کہہ دیجئے۔ دھیان تو آتا ہی نہیں ہے ، وہاں تو صورت یہ ہے
جیسے ہی نماز کی نیت باندھی تو بس ادھر ادھر کے خیالات آنے شروع ہوگئے۔
بھئی یہ خیال آپ کو دفتر میں کیوں نہیںآتے؟ آپ فلم دیکھنے بیٹھ جاتے ہیں تین
تین گھنٹے تک بیٹھے رہتے ہیں، وہاں کوئی خیال کیوں نہیں آتا۔ آپ کھانا کھانے
بیٹھتے ہیں،وہاں کھانے کے علاوہ کوئی خیال کیوں نہیں آتا؟ آپ مدرسے میں اپنے
بچوں کو بھیجتے ہیں ، اسکول میں ، اگر بچے کو اسکول میں مختلف خیالات ہی
آتے رہیں تو بچہ تو بیس سال میںبھی میٹرک نہیں کرسکتا۔ یا کرسکتا ہے؟ اب
اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمیں اپنی دنیاوی زندگی میں ہم جو بھی کچھ کرتے ہیں
اس میں دھیان دینے کی ہمیں پوری ضرورت پڑتی ہے۔ کاروبار میں ، اب ایک
آدمی دکان میں بیٹھا ہوا ہے ، کپڑا ہے وہ بیس روپے گز کاہے وہ بیچتا ہے دس

روپے گزبے دھیانی میں۔ کیا ہوا بھئی یہ بے دھیانی میں کام کررہے ہیں آپ کیا
کہیں گے؟ دس روپے کا کیوں دے دیا تو کہے گا میرا تو ذہن وہاں تھا کہ اماں
مجھے یاد کر رہی تھیں۔ وہ کہے گابھئی دکان نہیں چلے گی۔ اماں کو روٹی بھی
چاہئے۔ کتنی عجیب بات ہے۔ اگر ہمارا دھیان مرکوز نہیں ہوتا تو نمازمیں نہیں
ہوتا۔ اس کا کیامطلب ہوا؟ آپ یہ کہتے ہیں نمازمیں بھئی خیال آتے ہی ہیں کیا
کریں۔آپ یہ کیوں نہیں کہتے کہ بھائی دکان میں تو خیال آتا ہی ہے کہ کیا
کریں ۔ بھئی ملازمت میں تو خیال آتا ہے۔ کیا کریں ۔ بھئی روٹی پکاتے تو خیال آتا
ہے روٹی روز جل جاتی ہے تو کیا کریں۔ بھئی بچہ اسکول میں جاتا ہے اسے تو
ادھر ادھر کے خیالات آتے ہیں ، بیس سال ہوگئے ابھی پانچ کلاس بھی نہیں پڑھا
بھئی کیا کریں ۔یہ سوچنے کی بات ہے۔اب جب یہ کہا جاتا ہے کہ بھائی آپ غور
کریں کہ آپ گھر سے بھی نکل آئے نماز کی نیت سے۔جب نماز کی نیت سے آپ
گھر سے نکل آئے تو آپ کا دھیان پورا نماز کی طرف ہے۔ اگر دھیان نہ ہوتا تو آپ
گھر سے ہی نہ نکلتے پہلی بات تو یہ ہے۔ اگر کوئی اور خیال آتا تو آپ ادھر کو
چل پڑتے بجائے مسجد جانے کے۔ تو یہ آپ دھیان تو ہے نہ مسجد کی طرف۔ پھر
آپ نے وضو بھی کیا اس میں بھی آ پ کا دھیان ہے۔ پوراپور ا آپ نے جس طرح
وضو کے آداب ہیں اس طرح پورا کیا۔ مسجد کے اندر بھی آگئے۔ مصلّے پہ کھڑے
بھی ہوگئے۔ اب جیسے ہی اللہ اکبر آپ نے کہا ویسے ہی خیالات آنے لگے۔ اس کا
کیا مطلب ہوا؟ بھئی آپ سوچیں بتائیں بھئی آپ یہ کہیں بھائی خیال تو آتے
ہیںدنیا کا کام نہیں کرسکتے تونماز ہم کیسے پڑھ سکتے ہیں۔ آپ پھر اسے غور
سے سنیں۔ کہ دنیا کا کوئی کام دھیان دئے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ اس کا نتیجہ
اچھا نہیں نکلتا۔ تو اس کا مطلب یہ ہو اکہ آپ کو دھیان دینے کی پریکٹس حاصل
ہے۔اگر آپ چاہیں تو آپ کو پریکٹس حاصل ہے ۔ کاروبار آپ کرتے ہیں۔ ملازمت
آپ کرتے ہیں۔ آپ کو جانا ہے لاہور۔ ائرپورٹ پہ جائیں اور جاکر آپ بیٹھ جائیں
کوئٹے کے اس میں ۔ ایسا تو کبھی بھی نہیں ہوتا۔ کیوں نہیں ہوتا بھائی؟ بھائی
کیوں نہیں ہوتا؟ آپ کا دھیان لگا ہوا ہے۔ اگرمیں غلط جہاز میں بیٹھ گیا تو میں
لاہور نہیں پہنچ سکتا۔ راستے خراب ہوجائے گا۔ تو آپ یہ سوچ کہ بتائیں کہ آپ
کی دنیا کے کاموں میں بچپن سے لے کر بوڑھاپے تک اور موت تک کون سا ایسا کام
ہے جو جس میں آپ کا دھیان شامل نہیں۔ہے ایک کام بتادیں۔بتائیں؟ اچھا اگر
کسی کا دھیان نہیں ہے تو آپ اس کو نفسیاتی مریض کہتے ہیں۔ بھئی یہ ہمارا
بچہ ہے ہر وقت پتہ نہیں کیا سوچتا رہتا ہے ۔ روٹی سامنے رکھی ہوتی ہے
وہاں وہ سوچنے لگتا ہے۔ پانی پینے کی ضرور ت پیش آتی ہے پانی تو پیتا نہیں
ہے تو وہ کہیں اور چلا جاتا ہے۔ آپ کیا کرتے ہیں اس کا علاج؟ اس کو ڈاکٹر کو
دکھاتے ہیں۔ نفسیاتی علاج کراتے ہیں اس کاہے تو سوال یہ ہے کہ جب نمازمیں
آپ کا دھیان نہیں لگتا تو آپ اپنا علاج کیوں نہیں کرتے بھائی؟ اب جب کوئی اللہ
والا بندہ یہ کہتا ہے کہ بھائی نماز میں دھیان لگاؤ ۔ نماز کا مطلب ہی یہ ہے کہ
جب آپ نے اللہ اکبر کہہ دیا تو آپ نے اس بات کا اعلان کردیا کہ اب یہاں کوئی

چیز بڑی ہے ہی نہیں۔ بڑا اللہ ہے۔ میں بھی بڑا نہیں ہوں۔پھر آپ نے ہاتھ بھی
باندھ لیا کہ جی میں تو سرنڈر ہوگیا ہوں ۔ اب اللہ کے علاوہ کچھ ہے ہی
نہیں۔پھر آپ کہتے ہیں الحمد للہ رب العالمین ... سب تعریفیں اس اللہ کی ہیں
جوعالمین کا رب ہے۔ میرا بھی رب ہے۔ سب کا رب ہے۔ الحمد للہ رب العالمین
... کہہ کر ہاتھ باندھ لئے۔ اور آپ کو خیال آگیا کہ میرا سیٹھ ساہوکار بہت اچھا
ہے۔ اس نے میری ترقی کردی تو آپ انصاف سے بتائیں کہ آپ نے بڑا اللہ کو مانا یا
اس سیٹھ ساہوکار کو؟ آپ کہتے ہیں الحمد للہ رب العالمین ... سب تعریفیں
اس اللہ کے لئے ہیں جو عالمین کا رب ہے۔ جو مجھے رزق فراہم کرتا ہے۔ جو
مجھے پیدا کرتا ہے۔ جو مجھے عقل و شعور دیتا ہے۔ جو میرے لئے وسائل فراہم
کرتا ہے۔ سب تعریفیں اس کے لئے ہیں۔اور ساتھ ہی ساتھ کہتے ہیں اللہ سے
بڑا کوئی نہیں ہے۔ اب جب نمازمیں دھیان آگیا آپ کوکسی اور کا تو کون بڑا ہوا؟
ذر ا زور سے بتائیں بھائی اللہ کیسے بڑا ہوگیا؟ کہاں ہے بڑا؟ بڑا تو ہے اللہ ۔ اور
اس کو مثال سے سمجھیں۔ تھانے دار آپ کو بلالیتا ہے۔ گھر سے بلالیتا ہے سپاہی
بھیج کر ادھر آجاؤتمہارے خلاف شکایت آئی ہے۔ اب ایمانداری سے بتائیں کہ جب
تک آپ تھانے میں کھڑے رہیںگے آپ کو اس کے علاوہ کوئی خیال آئے گا کہ یار کس
طرح یہاں سے نکلیں؟ کوئی خیال آئے گا اس کے علاوہ۔ تو بھائی تھانیدار کی
اہمیت ہوئی۔ ہوگئی ناں۔ اور آپ جب کہتے ہیں اللہ اکبر اللہ سے کوئی بڑا
نہیں سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور اللہ کے علاوہ وہاں کوئی خیال آجائے۔ پھر
کیا ہوگا؟ اس کو کیا کہیں گے؟ یعنی آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔ آپ منافقت
کررہے ہیں اپنے ساتھ۔ جب کوئی فقیر یہ بات کہتا ہے وہ کہتے ہیں نہیں نہیں
وہ تو کہتے ہیں نماز نہ پڑھو ارے سبحان اللہ ! نماز کیسے نہیں پڑھو۔ نماز تو
کسی طرح معاف ہی نہیں ہے۔ فقیر یہ کہتا ہے کہ جب اللہ نے آپ کو توفیق
دے دی ہے ۔ جس نے آپ کو سامنے لاکر کھڑا کردیا ہے ۔ آپ کی زبان سے یہ
کہلوادیا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی بڑا نہیں ہے ۔ آپ نے یہ زبان سے کہہ دیا ہے
کہ تعریف کے لائق صرف اللہ ہے۔ اب اللہ کے علاوہ کسی کا خیال نہیں آنا
چاہئیے۔ وہ کہتے ہیں جی کیسے نہیںآنا چاہئیے۔ بھئی ایسے نہیں آنا چاہئیے جیسے
دنیاوی معاملات میں نہیں آتا۔ تھانیدار کی مثال میں نے آپ کو دی ہے۔ آپ سوچ
کے بتائیں کوئی اور خیال آئے گا اس کے علاوہ بھئی یہاں سے جتنے آپ کے جان
پہچان کے ہوں وہ جہاں سے آپ کو مدد مل سکتی ہے سب یاد آجائیں گے آپ
کو ۔ وہ مدد ہو نہ ہو۔لیکن آپ کا ذہن اس کے علاوہ بالکل کوئی بات نہیں
سوچے گا کہ یار یہاں سے کس طرح نکلوں۔ تو اس کا مطلب بھائی یہ ہوا کہ
ہمارے دماغوں میں دنیا کی اہمیت زیادہ ہے۔ ہم کہتے یہ ہیں اللہ ہمیں رزق
دیتا ہے۔ آپ یہ بتائیے کوئی آدمی اللہ کی اتنی عزت کرتا ہے جتنی مل مالک کی
عزت کرتا ہے۔ ہاں / نہ میں جواب دیں۔ آپ یہ کہتے ہیں کہ اللہ ہر وقت دیکھ
رہا ہے۔ اللہ میاں خود بھی کہہ رہا ہے کہ میں جو کچھ تم کرتے ہو میں دیکھ
رہاہوں۔ تم چھپاتے ہو میں جانتا ہوں۔آپ ایمانداری سے بتائیں کہ اگر آپ کو یہ

شبہ بھی ہوجائے کہ کوئی آدمی آپ کودیکھ رہا ہے آپ گناہ کرسکتے ہیں؟ پھر جو آپ یہ کہتے رہتے ہیں اللہ دیکھ رہا ہے گناہ کیسے ہوجاتاہے؟ اس کا مطلب ہم جو کچھ کہتے رہتے ہیں وہ زبان سے کہتے رہتے ہیں ۔ ہمارے دل میں ابھی ایمان داخل نہیںہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ... قولوا اسلمنا ... یہ کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہاں مسلمان ہیں۔ ولما یدخلوالایمان فی قلوبکم ... لیکن ابھی دلوں میں ایمان داخل نہیںہوا۔ اس کا مطلب ہے مسلمان ہونا الگ بات ہے۔ اور یہ بھی سعادت ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ۔ مسلمان ہونا ایک بہت بڑی سعادت ہے بھئی کافروں سے، مشرکوں سے تو نکل گئے۔ لیکن ایمان الگ چیز ہے ولما یدخلوالایمان فی قلوبکم ...ابھی دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا۔ تو جب دلوں میں ایمان ہی داخل نہیں ہوا تو یقین کہاں سے ہوگا۔ یہ تو ہوگیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ... اللہ کے علاوہ کوئی معبودنہیں ہے ، محمد ﷺ اس کے رسول ہیں۔ مسلمان ہوگئے۔ کلمہ شہادت بھی پڑھ لیا۔ مسلمان ہوگئے۔ نماز یاد کرلی، مسلمان ہوگئے۔ لیکن کیا اللہ کے معاملات اور دنیا کے معاملات میں آپ کو کوئی فرق نظر نہیں آتا؟ آتا ہے یا نہیں آتا؟ کیا آتا ہے بتاؤ؟ کیا فرق ہوتا ہے ؟ دنیا کا ہر کام آپ یقین کے ساتھ کرتے ہیں۔ اور اللہ کا جب کام آپ کریں گے کہ جی شیطان آگیا۔ بھئی شیطان دنیا میں کیوں نہیں آجاتا؟ دنیاوی کاموں میں کیوں نہیں آپ کو خراب کرتا ہے۔ وہ ایک صاحب نے ہے تو ذرا سا عجیب سی ہی بات ہے ایک صاحب نے سنایا تھا۔ ایک صاحب اونٹ پہ جارہے تھے۔تو انہوں نے کہا اونٹ کتنا خوبصورت اونٹ ہے۔ اس کو پیار کرنا چاہئے۔ اب وہ وہاں بیٹھے ہوئے گردن اتنی دور۔ وہ اونٹ کو کیسے پیار کریں؟ انہوں نے بڑا اس کو چمکارا، پیار کیا ، بلایا خود بھی جھکے۔ کہ وہ اتنا لمبا فاصلہ تھا۔چلتے چلتے ایک درخت آگیا اور اس درخت میں سے ایک شاخ توڑلی اور اس کو اونٹ کو دکھائی۔ وہ دیکھتے دیکھتے وہ جناب اونٹ نے منہ کیا کھانے کے لئے ۔ وہ جب منہ قریب ہوا تو اس نے پیار کرلیا اونٹ کو۔ تو کہنے لگا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ...کیا یہ میں نے واہیت کی۔ وہ کہنے لگے فوراً شیطان آگیا اس نے کہا میرا پر دادا بھی قبر میں سے نکل آئے اس کے ذہن میں یہ ترکیب نہیں آسکتی تھی۔لاحول تم میرے اوپر پڑھ رہے ہو۔ اگر آدمی غور و فکر کرے ۔ و مکر مکر واللہ خیر الماکرین ... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ بندے میرے ساتھ مکر کرتے ہیں،تدبیریں کرتے ہیں۔ میں تو ان سے بہت اچھی تدبیریں جانتا ہوں۔ اللہ نے آپ کو مسلمان گھر میں پیدا کیا۔ اللہ نے آپ کو رسول اللہﷺ کی امت بنایا۔ اللہ نے آپ کو اس بات کی توفیق عطا فرمائی کہ آپ نے نماز یاد کی، قرآن پڑھا۔ اللہ نے آپ کے اوپر یہ انعام و اکرام کیا کہ آپ نے اپنے گھر میں مصلّے لگا کر رکھا ، مساجد بنائی۔اللہ کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ آپ نے وضو کیا۔ پاک صاف ہوئے۔ اللہ کی حمد و ثناء بیان کی۔ بھائی یہ تین حصے کام تو ایسے ہی ہوگیا۔ اب ایک کام ہے کہ دھیان اللہ کی طرف دے دیں۔ جب بھی کہتے ہیں بھئی دھیان اللہ کی طرف دیں تو کہتے ہیں نہیں نماز میں تو خیالات آتے ہی ہیں۔ پھر وہی

سوال ہے کہ دنیاوی معاملا ت میں خیال کیوں نہیں آتا۔ تو اللہ کے معاملے میں
اس لئے خیالات آتے ہیں کہ ہم نے کبھی اس طرف دھیان نہیں دیا کہ بھئی جب
ہم دنیاوی معاملات میں یکسو ہوسکتے ہیں اور ہوتے ہیں تو ہمیں پریکٹس سے
اگر ہم اللہ کے معاملے میںبھی یکسو ہونے کی کوشش کریں گے تو یکسو ہوجائیں
گے۔ مثلاً ایک آدمی ہے اس نے نیت باندھ لی۔اب اس کے ذہن میں یہ بات ہونی
چاہئے میں اللہ کے سامنے کھڑا ہوا ہوں۔ ابھی جیسے تھانیدار کی میں نے مثال
دی کہ اس کے سامنے آدمی یکسو ہوسکتاہے۔ اللہ کے سامنے کیوں نہیں ہوسکتا
بھائی؟ میں اللہ کے سامنے کھڑاہوں۔آپ کو کوئی اور خیال آگیا۔دکان کا ۔ آپ نے
پھر دھیان ہٹا لیا نہیں میں تو اللہ کے سامنے کھڑا ہوں۔ پھر آپ کو خیال آگیا
کاروبار کا۔پھر آپ نے دھیان ہٹا لیا میں تو اللہ کے سامنے کھڑا ہوں۔ یعنی آپ
مسلسل اس بات کی پریکٹس کرتے رہیں کہ میں اللہ کے سامنے کھڑا ہوں۔ یہی
مراقبہ ہے۔مراقبہ کا مطلب ہے تسلسل کے ساتھ ذہن کو ایک نقطے پر مرکوز
کرنا۔ ذہن ہٹ جائے پھر لگالو۔ اب یہ تصور شیخ کا مراقبہ کرتے ہیں۔ تصور
شیخ کا مطلب بھی یہی ہے کہ آپ کا ایک استاد ہے، پیر و مرشد ہے ۔ آپ اس
کی طرف دھیان دے رہے ہیں۔ کیوں دھیان دے رہے ہیں؟ آپ کے ذہن میں یہ
بات ہے کہ بھئی یہ اچھا آدمی ہے ۔ آپ کا یہ بھی خیال ہے کہ بھئی یہ اللہ کی
باتیں بھی بتاتا ہے۔ اگر ہم اس کی طرف مسلسل دھیان دیں گے تو ہم بھی اس
جیسے ہوجائیں گے۔ تو بھائی جب آپ سارے کام دھیان دے کر کرسکتے ہیں تو یہ
اللہ کی طرف متوجہ ہونا کون سا مشکل کام ہے۔ اچھا اب قرآن کی طرف
آجائے۔ قرآن میں ہر جگہ یہ نماز قائم کرو۔ صلوٰۃ قائم کرو۔ صلوٰۃ قائم کرو۔
صلوٰۃ قائم کرنے والے۔ رکوع کرنے والے۔ سجدے کرنے والے۔ صلوٰۃ قائم کرو کا
مطلب یہ ہے کہ روحانی لوگ یہ بتاتے ہیں کہ صلوٰۃ کا ترجمہ ہے اللہ تعالیٰ کے
ساتھ تعلق قائم کرنا۔ صلوٰۃ قائم کرو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا تعلق قائم
کرلو کہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق آپ کو مرتبہء احسان حاصل ہوجائے۔
حضورپاک ﷺ نے فرمایا کہ مومن کو مرتبہء احسان حاصل ہوتا ہے اس کا مطلب
یہ ہوا کہ اگر مرتبہء احسان حاصل نہیں ہوا تو وہ بندہ مسلمان تو ہے مومن
نہیں ہے ۔ اور مرتبہء احسان یہ ہے کہ دو صورتیں حضور پاک ﷺ نے فرمائیں ایک
یہ کہ بندہ خالق کو یہ دیکھے کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ مرتبہء احسان کا ایک
درجہ یہ ہے کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اور مرتبہء احسان کا بڑا درجہ یہ ہے
کہ میں اللہ کو دیکھ رہاہوں۔ حضرت اویس قرنی آپ کی خدمت میں آپ کو
سب کو اس بات کا علم ہے کہ حضرت علی اور حضرت عمر فاروق جبہ لیکر گئے
تھے۔ آپ سب نے یہ سنا ہوا ہے قصہ تو۔ کتنے لوگوں کو پتہ ہے یہ قصہ۔ہاتھ
اٹھائیں۔ حضرت عمر اور حضرت علی لے کر گئے تھے ناں جبہ حضورﷺ کا حضرت
اویس قرنی کی خدمت میں۔ بہرحال وہاں حضرت اویس سے حضرت عمرنے یہ
فرمایا کہ آپ مجھے کچھ نصیحت کریں۔حضرت اویس نے فرمایا اے عمر! تجھے
اللہ جانتا ہے؟ حضرت عمر نے فرمایا جی مجھے اللہ جانتا ہے۔ اور کہنے لگے تو

بھی اللہ کو جانتا ہے؟ کہنے لگے میں بھی اللہ کو جانتا ہوں۔کہنے لگے اب تجھے کسی نصیحت کی کوئی ضرورت نہیں۔ تو غور طلب بات یہ ہے کہ اگر آپ کسی اسکول کے بچے کو یہ کہیں کہ بھائی تم اسکول جارہے ہو وہاںدھیان سے پڑھو۔ دھیان سے پڑھنا ضروری ہے۔ وہ آکر کہے گا لو جی عجیب آدمی ہے مجھے اسکول جانے سے روک رہے ہیں۔تو جب خدا رسیدہ بندے یہ کہتے ہیں بھئی نماز دھیان سے پڑھو تو اس کا یہ مطلب کہاں نکلا کہ نماز نہ پڑھو۔ یا نکلتا ہے اس کا یہ مطلب؟ اور پھر وہی بات ہے کہ نماز تو آپ کسی حال میں چھوڑ نہیں سکتے۔ یعنی بیٹھ کے نہیں تو لیٹ کے پڑھو۔ تو وقت ہوا ہے۔ مراقبہ کا مطلب یہ ہوا کہ آپ یکسوئی حاصل کرنے کی پریکٹس کریں۔ تاکہ جب آپ اللہ کے لئے، نماز کے لئے، اللہ کے لئے جب کوئی کام کریں، نمازمیں کھڑے ہوں ۔ تو آپ کا تعلق اللہ سے ایسے جڑ جائے کہ آپ اللہ کو دیکھیں اور اللہ آپ کو دیکھے۔ مراقبہ کرلیتے ہیں۔(اختتام)

خطبات خواجہ شمس الدین عظیمی

ACD 41

Track - 2

30:00

''۲۔ روح کا رقص''

''۳۔ سیرت طیبہ پر اجتماعی تفکر''

... اعوذ باللہ

... بسم اللہ

وما ارسلنک الا رحمة للعالمین

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیینہ و کان اللہ بکل شیء علیما

ان اللہ و ملائکة یصلون علی النبی ... یا یھا الذین امنوا صلو علیہ وسلموا تسلیما

درود ابراہیمی......

حاضرین مجلس۔ روحانی ٹریننگ ورکشاپ بعنوان محمد رسول اللہ ﷺ کے شرکاء ۔
الحمد اللہ آپ سب حضرات و خواتین نے یک ذہن ہو کر سید کائنات علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی سیرت طیبہ کے مختلف گوشوں اور مختلف پہلوؤں پر غور و فکر
کیا۔ ذہنی، دماغی اور روحانی صلاحیتوں سے رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کا
مطالعہ کیا۔ ہر شخص نے بقدر ظرف اس بات کی کوشش کی کہ سیدنا حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرز فکر کیا ہے؟ کیوں ہے ؟ اور خود سیدنا حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام کا مقام اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیا ہے؟ کائنات میں کس مقام اعلیٰ
پر فائز ہیں۔فرشتوں کے لئے کس طرح روشنی اور نور ہیں۔ اور بھٹکی ہوئی
انسانیت کے لئے کس طرح راہ نجات ہیں۔ کتاب محمد رسول اللہ ﷺ جب سے
زیور طبع سے آراستہ ہوئی ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے لوگوں کے
لئے منظور نظر ہوئی ہے اس وقت سے ایک عجیب سماں ہے ، ایک عجیب کیفیت
ہے کہ جو بندہ یا بندی اس کتاب کا مطالعہ کرتے ہیں وہ رطب للسان ہے ،
خوش ہے۔ کتاب کے مطالعہ کے بعد اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطمینان قلب
نصیب ہوتاہے۔ اس کے پس منظر میں سوائے اس کے کچھ نہیں ہے کہ رسول اللہ
ﷺ کی رحمت، نسبت اور تصرف مجھ عاجز گنہگار بندے پر محیط ہے۔ اللہ تعالیٰ
اس فیض کو ، اس تصرف کو اور زیادہ فرمائے۔ حضور قلندر بابا اولیا کی غلامی
میں آنے کے بعد میرے ذہن میں کئی باتیں ایسی آئیں کہ میں نے ارادہ کیا کہ ان
باتوں کا عملی مظاہرہ ہونا چاہئے۔ اس میں سے ایک بات یہ بار بار ذہن میں
آتی رہی کہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ پر حضور کے چاہنے والوں نے، حضور
کے عشاق نے ہر گوشہ پر ، ہر زاویہ سے اظہار خیال کیا۔ لاکھوں کروڑوں
صفحات حضور کی سیرت طیبہ پر لکھے گئے۔ دنیا کی کوئی زبان ایسی نہیں ہے
جس میں رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ پر اظہار خیال نہ کیا گیا ہو۔ بڑی بڑی
لوگوں نے عرق ریزی کے ساتھ ، محنت کے ساتھ ، دل کی گہرائیوں کے ساتھ
رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ پر ریسرچ کی اور کتابوں کا ایک کتب خانہ بن گیا۔
جس طرح ہر مسلمان، حضور پاک ﷺ کا ہر امتی کچھ نہ کچھ حضور کی سیرت
طیبہ کو سمجھنا چاہتا ہے ، کچھ نہ کچھ پڑھ لیتا ہے۔ کوشش کرتا ہے کہ جتنا
بھی ہوسکے۔ عمل بھی کیا جائے۔ عام مسلمانوں کی طرح، عام امتیوں کی طرح
میرے ذہن میں بھی حضور پاک ﷺ کی سیرت کا ایک نقش ابھر تا تھا۔ جب میں
کتابیں پڑھتا تھا میرے ذہن میں ایک بات آتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت
طیبہ کے سلسلے میں ہر پہلو پر لوگوں نے کتابیں لکھی ہیں۔لیکن ابھی تک
معجزات کی تشریح نہیں ہوسکی۔ بار بار یہ خیال آنے کے بعد توفیق ایزدی سے
مجھے اس بات کا یقین ہوگیا کہ رسول اللہ ﷺ کی نسبت ، حامل علم لدنی ،
وارث حضور پاک ﷺ ، حضور قلندر بابا اولیا کے فیض سے یہ کام میں کرسکتا
ہوں۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اور جتنے بھی میرے دوست احباب مجھے
ملے ہر شخص سے، جس سے بھی میں تھوڑا بھی بے تکلف تھا میںنے درخواست

کی کہ یہ کام میں کرنا چاہتا ہوں اور مجھے یہ غلط فہمی ہے کہ میں یہ کام میں کرلوں گا لہٰذا آپ حضرات میرے لئے دعا کریں کہ کسی صورت سے اللہ تعالیٰ مجھے اس میں کامیابی عطا فرمائے۔ روحانیت کا ایک قانون ہے کہ جب کوئی خیال کسی ایک نقطے پر مرکوز ہوجائے اور اس خیال میں ارادہ شامل ہوجائے اور ارادے میں استحکام پیدا ہوجائے تو قانون قدرت کے تحت اس کا مظاہرہ ہونا امر یقینی بن جاتا ہے۔ تو جب میرے اندر یقین .... ہ روز سونے سے پہلے میں نے بہت ہی عاجزی ، انکساری کے ساتھ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام و درود بھیجا۔ اور اپنی اس خواہش کا اظہار کیا۔ اللہ کا کرم ہوا کہ مجھ جیسے گنہ گار بندے کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں حاضری کی اجازت ملی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے حضور درخواست پیش کی یا رسول اللہ! منہ چھوٹا ہے ، بات بڑی ہے ، ہمت بھی آپ نے دینی ہے۔ صلاحیت بھی آپ نے عطا فرمانی ہے ، دل چاہتا ہے کہ سیرت طیبہ کا ایک اہم پہلو معجزات ، اس کی تشریح کی جائے۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ چاند کے دو ٹکڑے ہوگئے۔ اور یہ بھی سب لوگوں کو علم ہے کہ پتھروں نے کلمہ پڑھ لیا۔ لیکن ایسا کس طرح ہوگیا۔ اس لئے کہ یہ موجودہ دور جو سائنس کا دور کہلاتا ہے اس میں جب تک کوئی بات حجت اور دلیل کے ساتھ نہیں کی جائے لوگوں کے اذہان قبول نہیں کرتے۔ حضور پاک ﷺ نے بہت ہی محبت اور شفقت سے مجھ عاجز کو دیکھا ۔میں نے رسول اللہ ﷺ کی چشم مبارک میں جو خوشی دیکھی جو انوار و تجلیات مشاہدہ کئے اس سے میرا انگ انگ سیراب ہوگیا۔ اور میں مسرور و شاداں ہوکر بہت ہی خوشی کے ساتھ الٹے پیروں دربار سے پھر اس عالم ناسوت میں آگیا۔ اور اس کے بعد سے مجھے پھر یہ یقین ہوگیا کہ یہ کام اللہ تعالیٰ مجھ سے کرادیں گے لہٰذا اس کام کو کرنا چاہئے۔ لیکن صورت حال یہ ہوئی کہ جب بھی میں نے اس کام کا ارادہ کیا تو میرے اوپر ایک خوف سا طاری رہا ، اور وہ میں نے جب غور کیا کہ یہ مجھے کس قسم کا خوف ہے کیا صورت حال ہے ؟ تو میں نے یہ نتیجہ مرتب کیا کہ اصل میں یہ ادب و احترام کا خوف ہے۔ کہیں ایسا نہ ہوجائے کہ قلم سے کوئی ایسا لفظ لکھا جائے جس میں بے ادبی اور گستاخی کا شائبہ ہو ، اگر ایسا ہوگیا تو کتاب لکھنا تو الگ بات ہے دین بھی گیا، ایمان بھی گیا۔ بہرحال یہ کشمکش چلتی رہی۔ میں اپنے دوستوں سے دعائیں کراتا رہا۔اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی۔ مکہ مدینہ کا سفر آسان ہوگیا۔ وہاں جاکر بھی میں نے یہی دعا کی۔اور قصہ مختصریہ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ کتاب لکھی گئی۔ میرے اوپر جو انعامات ہیں اللہ تعالیٰ کے وہ بڑے عجیب ہیں۔آپ نے ایک کتاب پڑھی ہوگی روحانی علاج۔ تو روحانی علاج میں جتنے بھی عملیات ہیں ، یا نقش ہیں ، یا علاج ہیں۔ وہ سب حضور قلندر بابا اولیا کے لکھوائے ہوئے ہیں۔ اس میں میرا کچھ بھی نہیں ہے۔ میں صرف ایک منشی ہوں، ایک کاتب ہوں۔ ہوتا یہ تھا کہ جب کوئی مریض آتا تھا تو حضور قلندر بابایا تو اسے کچھ پڑھنے کو بتا دیا کرتے تھے۔ یا نقش لکھ کے دیا کرتے تھے۔تو

چونکہ وہ نقش میں ہی دیتا تھا مریضوں کو ۔ تو میں نے ایک کاپی بنا لی تھی ۔
تو جب وہ نقش لکھتے تھے مریض کو دیتے تھے تو وہ کاپی میں سامنے کردیتا تھا
اس میں بھی نقل فرمادیا کرتے تھے۔ تو اس طرح وہ ایک کتاب بن گئی۔ مجھے
شوق ہو ا کہ بھئی یہ تعویذ اور اعداد یہ کیا چیز ہیں تھوڑا سا میں نے پڑھا،
کتابیں لایابازار سے ، بڑی بڑی کتابیں لیکر آیا، پڑھا تو عجیب میرے اوپر حیرت
ہوئی کہ اس کتاب میں تو وہ کوئی تعویذ ہے ہی نہیں۔ ہر مرض کا جو علاج
ہے وہ کتاب میں نہیں ہے منفرد ہے، الگ ہے۔ تو ایک روز میں نے حضور قلندر با
با سے عرض کیا کہ حضور یہ جو اس میں تعویذات ہیں ، یہ جو اس میں عملیات
ہیں اس کتاب میں وہ کہیں کسی کتاب میں تو ملتی نہیں ہے۔ نہ آپ کسی
کتاب میں دیکھتے ہیں۔ آپ کو اتنا سارا کس طرح یاد ہوگئے۔ تو مسکرائے اور
مسکراکر فرمایا کہ نہیں نے مجھے یاد ہے نہ آپ کو یہ کتاب میں اس لئے نہیں
ملیں گے کہ میں کتاب سے لکھتا ہی نہیں۔ تو میں نے عرض کیا کہ حضور پھر
کیسے لکھتے ہیں آپ ؟ تو وہ کہتے ہیں میرے پاس کوئی مریض آتا ہے اور میں
تشخیص کرتا ہوں کہ اس کو فلاں مرض ہے ۔تو میں لوح محفوظ پر دیکھتا ہوں
کہ اس مرض کا علاج کیا ہے۔ جو لوح محفوظ میں دیکھتا ہوں وہ نقش لکھ کر
مریض کو دے دیتا ہوں۔ اور آپ کو لکھ کر کاپی میں دے دیتا ہوں۔ تو اس طرح
یہ کتاب روحانی علاج مرتب ہوئی۔ یعنی اس کتاب میں جتنے بھی امراض کا علاج
ہے دراصل وہ لوح محفوظ سے براہ راست منتقل ہوا ہے۔ اس کتاب کو مینے
ترتیب دیا۔ ترتیب دینے کے بعد خیال آیا کہ اس کتاب کا انتساب حضور خواجہ
غریب نواز کے نام سے کرنا چاہئے۔ پھر خیال آیا کہ داتا صاحب کے نام سے کرنا
چاہئے۔ پھر خیال آیا نانا تاج الدین ناگپوری کے نام سے کرنا چاہئے۔ مختصر یہ کہ
ذہن کسی ایک جگہ ٹھہرا نہیں۔ توا س سے میں عجیب زچ ہوگیا کہ بھئی کیا
بات ہے میرا ذہن ٹھہرتا کیوں نہیں ہے۔ تو ایک روز مغرب کے بعد

میں ، میں بیٹھا ہوا تھا۔ کچھ لکھ رہا تھا ۔ لکھتے لکھتے کتاب کا خیال آیا کہ
اس کا کیا نام رکھنا چاہئے۔ تو بیٹھے بیٹھے وہ میں نے تکیے کے اوپر سر رکھ دیا۔
جیسے سجدے میں آدمی چلا جاتا ہے غیر اختیار ی طور پر مجھے نیند آگئی۔ سوگیا
میں۔ خواب دیکھا کہ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دربار ہے اور میں ایک
چھوٹا سا بچہ ہوں۔ سات آٹھ سال کا یا چھ سال کا۔ اور میرے ہاتھ میں ایک
کتاب ہے۔ تو میں دوڑا ہوا رسول اللہ ﷺ کی خدمت بابرکت میں دوڑا ہوا گیا۔
اور میں نے بالکل بچپنے کے انداز میں عرض کیا، یا رسول اللہﷺ! میں نے ایک کتاب
لکھی ہے۔ جیسے بچے کوئی الف بنادیتے ہیں، کوئی لکیر بنادیتے ہیں کتاب میں اور
اپنے والدین کو دکھاتے ہیں۔ تو حضور پاک ﷺ مسکرائے اور اس کتاب کے اوپر اپنا
ہاتھ رکھدیا۔ یہ روحانی علاج کا تذکرہ کررہا ہوں۔ جیسے ہی حضور پاک ﷺ نے

اس کتاب پر ہاتھ رکھا میری زبان سے الفاظ ادا ہوئے ...بحضور سرور کائنات
علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔انتساب ...بحضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔ اور
فوراً میری آنکھ کھل گئی۔ وہ میں نے کاغذ پہ لکھا اور بڑا خوش ہوا اور لکھا اس
لئے ایسا نہ ہو میں کہیں بھول جاؤں۔تو دوسری دفعہ۔۔ پہلی دفعہ روحانی علاج
کے سلسلے میں رسول اللہﷺ کا فیض براہ راست حاصل ہوا خواب میں ۔ اور
دوسری مرتبہ یہ کتاب محمد رسول اللہ ﷺ نے اس کے اوپر خوشنودی کا اظہار
فرمایا۔تو یہ جو آپ لوگ سب کہتے ہیں یہ ابھی آپ کے مقررین بھی آئے تھے ۔
مفتی نعیمی صاحب، ڈاکٹر رشید صاحب، ڈاکٹر نور محمد صاحب کہ کتاب کو پڑھ
کر ایسا لگتاہے کہ آدمی اس دنیا میں ہی نہیں رہتا۔ اور یہ عظیمی صاحب نے
ایسا کردیا اور عظیمی صاحب نے ایسا کردیا۔ شیخ نے ایسا کردیا۔ شیخ نے ایسا
ویسا کچھ نہیں کیا۔ یہ اصل میں رسول اللہ ﷺ کی پسندیدگی ہے۔ جو انسان کے
انر میں اترجاتی ہے کتاب پڑھ کے۔اور جب رسول اللہ ﷺ کی پسندیدگی کسی
انسان کی روح میں اتر جاتی ہے تو روح سرشار ہوجاتی ہے۔ روح رقص میں
آجاتی ہے۔ روح چونکہ ساری کائنات کی ایک روح ہے ۔ روح ایک ہے ۔روح کے
روپ کروڑوں اربوں ہیں۔ اگر کسی ایک بندے کی روح رقص کرتی ہے تو چونکہ
روح ہے تو کائنات کی اربوں کھربوں سنکھوں ہر روح رقص میں ہوتی ہے۔ یہی
وجہ ہے کہ جب ہم اس کتاب کو اٹھاتے ہیں ۔ مقدس و مطہر اور پاکیزہ سیرت
طیبہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہماری روح رقص میں آجاتی ہے۔ ہماری روح
سرشار ہوجاتی ہے۔ اور یہ رسول اللہ ﷺ کی اپنی محبت ہے۔ حضور پاک ﷺ کی
اپنی رحمت ہے۔ اپنی نسبت ہے۔ اور اس نسبت کے جو پیچھے یا اس نسبت کے
پس منظر میں جو چیز کام کررہی ہے وہ میرے مرشد حضور قلندر بابا اولیا کا
تصرف اور فیض ہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ کتاب کو
پڑھا۔ اس کے اوپر تبصرہ کیا۔ اس تبصرے میں بے شمار باتیں میں نے تو نہیں
سنیں لیکن آپ حضرات نے جتنے لوگ ہوتے ہیں اتنی ہی گہرائی میں آپ غوطے
لگائیں گے تو نئے نئے موتی چنیںگے۔ تو آپ کے سامنے بھی نئی نئی باتیں آئیں۔ تو
یہ بھی کوئی آپ کا کمال نہیں ہے ۔ آپ کا وصف نہیں ہے۔ جس طرح اللہ کی
دی ہوئی توفیق کے ساتھ ، رسول اللہ ﷺ کی منظوری کے بعد مجھ جیسے گنہ گار
بندے نے رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کو کاغذ پر منتقل کردیا۔ اسی صورت میں
اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی توفیق عطا فرمائی کہ آپ نے رسول اللہﷺ کی سیرت
طیبہ کا اجتماعی مطالعہ کیا۔ سیرت طیبہ پر گہرائی میں تفکر کیا۔ اور سب
سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ تفکر اجتماعی ہوا۔ انفرادی نہیں ہوا۔ انفرادی تو ہے
لیکن ایسا انفرادی ہے جس میں اجتماعیت شامل ہے۔ جتنا آپ خوش ہوسکیں یہ
خوش ہونے کا مقام ہے۔ جتنا آپ اپنے آپ کو سعید سمجھ سکیں اس سے کہیں
زیادہ آپ سعید ہیں۔ کہ اللہ نے آپ کو رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کو پڑھنے
کا موقع عطا فرمایا اور ذہنی یکسوئی کے ساتھ ۔ جب تک کسی چیز کے بارے
میںمحبت نہ ہو ۔ جب تک کسی چیز سے دل چسپی نہ ہو ۔ جب تک کسی چیز

کی اہمیت نہ ہو اس وقت تک آدمی اس چیز میں انہماک پیدا نہیں کرتا۔ تو یہ
محبت ہے۔ اور محبت کا جب تذکرہ آتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ... یحبنھم
کحب اللہ ولذین امنوا اشدوا حب اللہ ... کہ جو لوگ میرے محبوب بندے محمد
رسول اللہ ﷺ سے محبت کرتے ہیں وہ جتنی محبت کرتے ہیں اس سے میں کہیں
زیادہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہوں۔ ظاہر ہے خالق کائنات جب کسی سے
محبت کرے گا تو ہر مخلوق اس سے محبت کرتی ہے ۔ خالق کائنات کل ذہن
ہے ۔خالق کائنات کے ذہن میں جو چیز آجائے گی وہ ساری کائنا ت میں نشر
ہوجاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ نے جو آج توفیق عطا فرمائی ہے اکھٹے
بیٹھنے کی تو آپ یہ سمجھ رہے ہوں گے کہ مرکزی مراقبہ ہال کراچی میں
چھوٹی سی جگہ پہ لان میں ہم لوگ بیٹھے ہیں وہاں ہم نے علمی استعداد
بڑھائی ۔ وہاں ہم نے حضور پاک ﷺ کے بارے میں سوچ و بچار کیا۔ تو اگر آپ اس
بات کا یقین ہے اور یقین نہ ہونا کفر کے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو
میرے بندوں سے جتنی محبت کرتا ہے میں اس سے کہیں زیادہ محبت کرتا ہوں۔
تو یہ سارا وقت جو آ پ نے یہاں گزارا ہے آپ یہ نہیں سمجھئے کہ یہ چھوٹی
سی زمین کے ٹکڑے پر یہ وقت گزار دیا عالمین میں آپ نے اسی طرح وقت گزارا
ہے جس طرح آپ نے یہاں گزارا ۔ فرشتوں نے آپ کا ساتھ دیا۔ اللہ کے اولیاء اللہ
کی ارواح نے آپ کا ساتھ دیا۔ اس لئے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا ذکر خیر ہوتا ہے
تو پوری کائنات کا ہر فرد جو اللہ سے محبت کرتا ہے، رسول اللہ ﷺ کے ذکر میں
شریک ہوجاتا ہے۔ آج کا یہ وقت نہایت مبارک اور سعید ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں
ایسی سعادت عطا فرمائی ہے کہ جس سعادت کی وجہ سے فرشتے بھی ہمارے
شریک ہوئے ۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ہم سے محبت فرمائی ۔ اولیاء اللہ کی ارواح
بھی ہماری طرف متوجہ ہوئیں۔ اب ہمارا کام یہ ہے کہ جتنا کچھ ہم نے پڑھا
ہے ، جتنا کچھ ہم نے سمجھا ہے ، جو کچھ تفکر سے ہم نے اخذ کیا ہے ، اس پر
ہمارا عمل ہو ۔ اور انشا ء اللہ جیسے جیسے ہم رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ
پر غور و فکر کریں گے۔ اس پر عمل کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں گے اسی
مناسبت سے ہم میں رسول اللہ ﷺ کا قرب حاصل ہوگا ۔ اور جیسے جیسے رسول
اللہ ﷺ کی ہمیں قربت حاصل ہوگی اسی مناسبت سے ہم اللہ تعالیٰ کے قریب
ہوجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی ہمت دے ، توفیق دے کہ ہم حضور
قلندر بابا اولیاء کے روحانی مشن کو ، یعنی رسول اللہ ﷺ کے مشن کو ، توحید کے
مشن کو ، روحانی مشن کو آگے بڑھانے میں سب مل جل کر دامے، درمے، قدمے،
سخنے ایک دوسرے کے ساتھی ہوں ، ایک دوسرے کے مدد گار ہوں ۔ اور یہاں بھی
سرخروئی حاصل ہو اور وہاں بھی سرخروئی حاصل ہو۔ ورکشاپ کے شرکاء کا
میں مشکور ہوں۔ ان کے لئے دعا گو ہوں کہ جس ذوق و شوق، جذبہ و لگن ،
ایثار اور خلوص سے انہوں نے اللہ کے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں
غور و فکر کیا ہے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔ اور یہ جو جذبہ ہمیں منتقل ہوا
ہے رسول اللہ ﷺ کی محبت کا جذبہ ، فکر کا جذبہ، تفکر کا جذبہ ، طرز فکر کا

جذبہ اس میں استحکام اللہ تعالیٰ عطا فرمائے۔ ہمیں حضور قلندر بابا اولیائؒ کی نسبت عطا فرمائے۔ اور ہم اس جذبہ کو اس لگن کو ، اس ایثار کو صرف اپنے بھائیوں تک ہی محدود نہ رکھیں ، تمام امت مسلمہ میں اس کو پھیلانے کی کوشش کریں اور پوری نوع انسانی کو اس طرف متوجہ کریں۔ ڈاکٹر نور محمد صاحب اور تمام منتظمین ، ورکشاپ کے تمام منتظمین ، منصور صاحب، وقار یوسف صاحب، کامران باسط صاحب اور جتنے بھی لوگ اس خوبصورت مجلس سے سجانے میں معاون ہوئے اللہ تعالیٰ ان کی محنت کو، ان کے جذبہ کو قبول فرمائے۔ میرا اورآپ کا اللہ تعالیٰ ساتھی ہو۔ ہم سب کی کوتاہیوں کو، لغزشوں کو، غلطیوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے ۔ اور ہمارے والدین کی مغفرت فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔ آپ سب حضرات کا بہت شکریہ۔